کہ خود مغرب عاجز آکر مخلوط طریقہ تعلیم ترک کرے تو ہم بھی ترک کر دیں۔ بہرحال ان لوگوں کے لیے جنہیں کسی بھی بات کی صداقت کے لیے مغرب کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہوتی ہے گزشتہ سال سے برطانیہ کے اسکولوں کے اے اور او لیول امتحانات کے نتائج کی بنیاد پر مخلوط اور جداگانہ اداروں کا جو تقابل سامنے آرہا ہے، وہ شاید چشم کشا ثابت ہو۔

ان تحقیقات کا موضوع مخلوط اداروں کے اخلاقی مفاسد نہیں ہیں۔ شاید اس لیے بھی کہ جنہیں ہم مفاسد سمجھتے ہیں، وہ نہیں سمجھتے۔ پھر بھی بعض ادارے اسی حوالے سے کام کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ اسکولوں میں جنسی آوارگی کا کیا عالم ہو چکا ہے۔ خاندان کے تحفظ کے لیے کام کرنے والا ایک ادارہ اپنے ماہانہ رسالے میں اس بارے میں مسلسل واقعات اور معلومات فراہم کرتا ہے۔ امریکہ سے شائع ہونے والے ایک ماہانہ ضخیم رسالہ World & I میں ایک مضمون میں بڑی دردمندی سے بہت سارے مسائل کا حل یہ بتایا گیا تھا کہ کسی طرح ہم اپنے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پر آمادہ کر سکیں کہ وہ کم ازکم اسکول سے فارغ ہونے تک اپنے کو جنسی فعل سے باز رکھیں۔

امتحانی نتائج کوئی علیحدہ چیز نہیں ہیں اور یقیناً بہتر یا بدتر نتائج میں طالب علم جس کیفیت سے گزر رہا ہے اور جن مسائل کا شکار ہے، اس کا دخل ہے۔ ضروری نہیں کہ مغرب کے ماہرین تعلیم اس کی وجہ اختلاط مرد و زن قرار دیں۔ یقیناً وہ کوئی اور وجہ تلاش کر سکتے ہیں۔

مخلوط تعلیم کے حق میں ایک دلیل یہ دی جاتی رہی ہے کہ مخلوط ماحول ہی فطری ماحول ہے اور اس ماحول میں ہی بہتر تعلیم دی جا سکتی ہے۔ جداگانہ ادارے غیر فطری ماحول فراہم کرتے ہیں۔ طلبہ اور طالبات کی بہتر کارکردگی مخلوط اداروں میں ہی ہوتی ہے۔

برطانیہ میں مخلوط اور جداگانہ دونوں طرح کے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں لیکن امتحان سب کا ایک ہوتا ہے۔ گزشتہ سال کے نتائج کے بعد سے وہاں کے تعلیمی حلقوں میں یہ بحث ہو رہی ہے اور ٹائمز جیسے اخبار نے اس پر اداریے لکھے ہیں کہ جداگانہ اداروں کی لڑکیوں نے مخلوط اداروں کی لڑکیوں سے بہت بہتر نتائج حاصل کیے ہیں۔ اخبار کو تو شکایت یہ ہے کہ جداگانہ اداروں کی کامیابی کی حقیقت کو جو مناسب پریس ملنا چاہیے تھا وہ نہیں ملا ہے۔ (دی ٹائمز، ۲۴ اگست ۹۵)

ٹائمز نے ۵ سو اعلیٰ معیار کے سرکاری اور نجی اداروں کے اے لیول امتحانات کا جائزہ گزشتہ سال بھی لیا تھا اور اس سال بھی۔ لیگ ٹیبل کے مطابق ۵۰ بہترین اسکولوں میں سے بیشتر جداگانہ اسکول تھے۔

گزشتہ تین برسوں میں پانچ ہزار اسکول معائنوں کی بنیاد پر تیار شدہ غیر مطبوعہ سرکاری رپورٹ کے مطابق لڑکیوں کے جداگانہ اسکول بمقابلہ مخلوط کے بہتر امتحانی نتائج دے رہے ہیں۔ یہ اس امر

کی مناسب اور مضبوط دلیل ہیں کہ جب لڑکیوں کو علیحدہ تعلیم دی جاتی ہے تو وہ لڑکوں سے بہت بہتر ثابت ہوتی ہیں اور تعلیمی لحاظ سے خوب پھلتی پھولتی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق لڑکیوں کے اسکول' معیار' کارکردگی' ماحول اور تعلیمی کیفیت ہر لحاظ سے بہتر ثابت ہوتے ہیں۔ مقابلے پر آنے والے ہیڈ ماسٹرز کانفرنس کے مخلوط تعلیم گروپ کا کہنا ہے کہ لڑکیوں کے بہتر نتائج کی تاریخی اور معاشرتی وجوہات ہیں۔ ان کا کہنا ہے "محض یہ بات کہ جداگانہ اسکول بہتر نتائج دیتے ہیں' یہ ظاہر نہیں کرتا ہے کہ یہ ان کے جداگانہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ ان کی دلیل ہے کہ ان کے نتائج اس لیے بہتر ہیں کہ وہ بہتر طالبات کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ جب کہ سرکاری رپورٹ جو Ofsted ایجنسی نے تیار کی ہے' بتاتی ہے کہ جداگانہ اسکول تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر انتخاب نہیں کرتے مگر مخلوط اداروں کے مقابلے میں مسلسل بہتر نتائج دے رہے ہیں۔ (دی ٹائمز '۲۶ اکتوبر ۹۵)

اس مسئلہ کا ایک دوسرے نقطہ نظر سے بھی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق یونی ورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ان طالبات کو زیادہ داخلے مل رہے ہیں جو جداگانہ اسکولوں سے پڑھ کر آئی ہیں۔ مثال کے طور پر میڈیسن میں جداگانہ اسکول سے آنے والی ۱۹۷۲ کی ۱۰۰ طالبات کی جگہ ۱۹۹۲ میں ۵۷۲ داخل ہوئی ہیں۔ جداگانہ اسکولوں سے داخلہ ۲۵% سے بڑھ کر ۵۰% ہو گیا ہے۔ آکسفورڈ میں سائنس میں ۱۹۷۲ کی ۱۰۰ طالبات کی جگہ ۳۶۹ نے داخلہ لیا ہے۔ کیمبرج میں بھی ۱۰۰ کی جگہ جداگانہ اسکولوں کی ۵۰۴ طالبات کو داخلہ ملا ہے۔ تمام یونی ورسٹیوں میں آرٹس' سائنس کے کل داخلوں کا جائزہ لیا جائے تو یہی صورت حال سامنے آتی ہے۔

امریکہ میں رومن کیتھولک اسکولوں کی تحقیقی رپورٹ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ 'کوئی خاص پرکشش کامیابی کی بات جداگانہ اسکولوں میں ایسی ہوتی ہے جو مخلوط اسکولوں میں نہیں ہوتی'۔

(Catholic Schools and the Common Good. Harvard 1994)

اس کے علاوہ اس موضوع پر دو دوسری کتابوں سے بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے۔

1- Failing at Fairness: How Our Schools Cheat Girls. (Mand D Sadker, Touchstone 1992).

2- How Schools Short Change Girls. Wellesley College 1992.

امریکہ میں جارج' واشنگٹن یونیورسٹی میں ایک مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مخلوط اداروں کی گریجویٹ طالبات کے مقابلے میں جداگانہ اداروں کی گریجویٹ طالبات نے امتحانی نتائج' اعلیٰ اداروں میں داخلے' پی ایچ ڈی کے حصول' معاوضوں اور کام سے اطمینان کے حوالے سے بہتر مظاہرہ کیا ہے۔ امریکی کیتھولک مطالعے کے مطابق طالبات کے جداگانہ اداروں کے حق میں مضبوط دلائل ہیں اور ان

کے قیام سے لڑکوں کے اسکولوں پر بھی خوشگوار اثرات ہوئے ہیں۔ اگر ہم جداگانہ ادارے ختم کر دیں تو یہ بڑا ستم ہو گا۔ (دی ٹائمز '۲۷ اکتوبر ۹۵)

مخلوط تعلیم کے حامیوں کا استدلال ہے کہ جداگانہ اداروں کے بہتر نتائج جداگانہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہیں۔ ٹائمز نے اداریے میں لکھا ہے کہ اگر دلیل یہ ہے کہ والدین بہتر نتائج کی وجہ سے ان اسکولوں میں جاتے ہیں اس لیے انھیں بہتر طالبات ملتی ہیں تو اس رپورٹ کو پڑھنے کے بعد تو ہر کوئی والدین 'اپنی لڑکیوں کا نام ان اسکولوں میں لکھوائیں گے۔ یہ اسکول اس لیے بہتر کا انتخاب کرتے ہیں کہ نشستوں کی طلب موجود تعداد سے زیادہ ہے۔ اتنی ہی اہم بات یہ ہے کہ بہت سے نوجوان ثانوی اسکولوں کی سطح پر جداگانہ ماحول کو زیادہ بہتر (congenial) پاتے ہیں۔ اس کی وجوہات مختلف ہیں۔ بہت سی لڑکیوں کا احساس ہے کہ کلاس میں لڑکے نہ ہوں 'تو ان کو خود اعتمادی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح بہت سے لڑکے جنس مخالف کے بغیر ویک اینڈ گزارنا پسند کرتے ہیں۔

دراصل 'مخلوط اداروں کے سربراہوں کی جانب سے جداگانہ اداروں کی کارکردگی گھٹانے کی کوشش کمرہ جماعت کی حقیقت سے زیادہ 'ان کے اپنے خوف کی عکاسی کرتی ہے۔ اس وقت سرکاری اسکول بالعموم مخلوط ہیں۔ اور نجی بھی اس لیے مخلوط ہوتے جا رہے ہیں کہ انھیں زیادہ تعداد میں داخلے مل سکیں۔ گزشتہ ۲۰ برسوں میں سرکاری پالیسی کے تحت لڑکیوں کے جداگانہ اسکول ۱۵۰۰ سے کم ہو کر ۲۰۰ رہ گئے ہیں۔ اس صورت حال میں والدین اپنی مرضی سے انتخاب نہیں کر پائیں گے۔ برطانیہ کی تعلیم کی سیکرٹری جیلیان شیپرڈ (Gillian Shephard) نے جداگانہ اسکولوں کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ انھیں اعلان سے بڑھ کر بھی کچھ کرنا چاہیے۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے کہ بہترین طالبات کے جداگانہ اسکول منتخب کرنے کی تعداد میں ہر سال مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ (اداریہ ' دی ٹائمز ' ۲۲ اگست ۹۵)

ٹائمز کے یہ اداریے اور دوسری رپورٹیں اس حقیقت کا اظہار ہیں جو ہم پہلے دن سے جانتے ہیں۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم ممالک کی حکومتیں اپنی تہذیبی اقدار پر فخر کے جذبے کے ساتھ اپنے نظام تعلیم کو طالبات اور طلبہ کے لیے ہر سطح پر جدا کر دیں۔ یہ تعلیمی لحاظ سے طلبہ و طالبات کے لیے بہتر ہے ' اخلاقی لحاظ سے مطلوب ہے ' دین کا تقاضا ہے ' اور ہر سلیم الفطرت انسان اسی کا خواہاں ہے۔

اخبارِ امت

تحریکاتِ اسلامی کے خلاف اسرائیلی حکمتِ عملی

عبدالغفار عزیز

سرزمینِ فلسطین پہ اسرائیلی ناسور کو دوام بخشنے اور اسے قانونی تحفظ دینے کے لیے 'امن' کے نام پر عرب اسرائیل مذاکرات ایک دو دھاری بلکہ کئی دھاری تلوار تھے جس کے ذریعے یہودی اقتصادی نظام مستحکم کرنے اور عالمِ اسلام میں یہودی ثقافتی یلغار کے لیے راہ ہموار کی گئی۔ تحریکِ انتفاضہ کو خود فلسطینی ''پولیس'' کے ہاتھوں کچلنے کا مکروہ عمل شروع کروایا گیا اور دیگر کئی ایسے اہداف حاصل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا گیا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سامنے آرہے ہیں۔ انھی اہداف میں سے ایک خطرناک ہدف دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں کے خلاف مشترکہ عالمی منصوبہ بندی کرنا اور ان کو کچلنا بھی ہے۔

علاقائی سلامتی اور اسلحے کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ہونے والے مذاکرات میں اسرائیل نے متعدد قرطاسِ عمل پیش کیے تھے جو اسرائیلی کابینہ کی خصوصی کمیٹیوں نے تیار کیے تھے لیکن ایک دستاویز ایسی تھی جو اسرائیل کی وزارتِ دفاع نے تیار کی تھی۔ اس کے سرورق پر جلی حروف میں لکھا ہے "The Danger of Islamic Fundamentalism" (اسلامی بنیاد پرستی کا خطرہ)۔ نیچے دائیں کونے پر مشش کونہ یہودی ستارہ اور اس کے نیچے عبرانی اور انگریزی میں لکھا ہے: اسرائیلی دفاعی فورسز۔ اوپر دائیں کونے پر وزارتِ دفاع کا فون اور فیکس لکھا گیا ہے۔

عرب اسرائیل مذاکرات میں شامل عرب ممالک نے دوسرے وثائق تو تھوڑی بہت بحث و تمحیص کے بعد تسلیم کیے لیکن بنیاد پرستی کے خطرے والی دستاویز گویا ان کے دل کی آواز تھی، فوراً آمنّا و عن تسلیم کر لی گئی۔ اس وقت مختلف عرب ممالک میں اسلامی تحریکوں کے خلاف جو وحشیانہ کارروائیاں ہو رہی ہیں، آپ ذرا انھیں اور زیرِ نظر اس اسرائیلی منصوبہ بندی کا موازنہ کریں، آپ کو بہت سے رازوں سے پردہ اٹھتا دکھائی دے گا۔

اس دستاویز کے مقدمے میں تحاریکِ اسلامی کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ: